جشن تشکر کی تیاریاں، حکومت پاکستان کی طرف سے پابندیاں
افغان اور عرب قوم کے لئے دعا کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ رفروری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

جس طرح آبشار کے دہانے کے قریب ہوتے ہوئے دریا کی رفتار تیز ہو جایا کرتی ہے اسی طرح جوں جوں ہم اگلی صدی کی صبح کی طرف بڑھ رہے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ وقت کا دھارا بھی بہت تیز رفتاری کے ساتھ اور پہلے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور اس پہلو سے ان کاموں کی فکر بڑھتی جاتی ہے جو ابھی ادھورے ہیں اور پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے۔ اس سلسلے میں جماعت کو جو عمومی نصیحت کی تھی اس کے ردعمل کی بہت اچھی خبریں مل رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا کی جماعتیں ہمہ تن ان کاموں میں مصروف ہیں جو اگلی صدی کو خوش آمدید کہنے کے لئے اور اس کی تیاری کے سلسلے میں ہمیں کرنے ہیں۔ وقار عمل کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بوڑھے، بچے، عورتیں سبھی غیر معمولی طور پر وقت کی قربانی کر رہے ہیں اور یہ سعادت پا رہے ہیں کہ اپنے وقت کو اور ان صلاحیتوں کو جو اُن کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں خدمت دین میں صرف کریں۔

انگلستان کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے ایک نمونے کی جماعت بن کے اُبھری ہے۔ نہ صرف اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت انگلستان کو کثرت سے کارکن

مہیا ہیں بلکہ جو زائد بوجھ جو خلافت کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتا ہے اس کو بھی انگلستان کی جماعت بڑی خوشی کے ساتھ، فراخدلی کے ساتھ، عظیم قربانی کی روح کے ساتھ اور بڑے استقلال کے ساتھ اُٹھا رہی ہے۔ جب یہ تحریک کی گئی کہ ہمیں کتابیں اور پارسل غیر ملکوں میں بھجوانے کے لئے واقفین عارضی طور پر وقف کرنے والوں کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل ایسے نوجوان اور بوڑھے بھی اور خواتین بھی کام کے لئے آگے آئے ہیں جنہوں نے خدا کے فضل سے یہ فکر دور کر دی ورنہ ایسے ملک میں جہاں مہنگائی بہت ہو وہاں پیسے دے کر اس قسم کے کام کروانے بہت مہنگے پڑتے ہیں اور اسی روپے کو ہم سلسلے کی دوسری ضروریات کے لئے بہتر رنگ میں صرف کر سکتے تھے۔

تمام دنیا سے جو خبریں آ رہی ہیں وہاں بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے فضل سے سب لوگ ہمہ تن کاموں میں مصروف ہیں اور جو باقی خلا ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا وہ خانے تو دعا نے پُر کرنے ہیں اس لئے دعا کی طرف دوبارہ متوجہ کرتا ہوں۔ دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دعاؤں میں جو خلوص دل سے نکل رہی ہوں غیر معمولی طاقت عطا ہوتی ہے اور مشکل کام بھی بالکل آسان دکھائی دینے لگتے ہیں اور کبھی بھی دعا کرنے والے کے کام بے برکت اور بے ثمر نہیں رہتے۔ اس لئے بالعموم جماعت دعا تو کر رہی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ وقت کی بڑھتی ہوئی رفتار کے مطابق دعا کی رفتار کو بھی تیز کریں اور ہر کارکن باشعور طور پر اپنے لئے بھی دعا کرے۔ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جن کو بہت لمبی تربیت حاصل نہیں اس لئے وہ خدمت دین کے لئے وقت تو پیش کر رہے ہیں لیکن دعا کے مضمون سے ناواقف ہیں اور ان تجربوں میں سے بذات خود نہیں گزرے۔ یہ بہت اچھا موقع ہے کہ ایسے نوجوانوں کو دعا کی طرف متوجہ کیا جائے اور جہاں جہاں بھی منتظمین ان رضا کاروں سے کام لے رہے ہیں کام کی خاطر بھی اور خود ان نوجوانوں کی اصلاح اور روحانی ترقی کی خاطر بھی ان کو دعا کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں یہ کارکن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا کی تائید کے زندہ نشان دیکھیں گے اور محسوس کریں گے کہ دعا کے بغیر جو کام تھے ان کے مقابل پر دعا کے ساتھ کام بالکل اور نوعیت کے کام بن جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک بشاشت قلب محسوس کریں گے جو اس سے پہلے انہوں نے محسوس نہیں کی ہوگی اور یہ چند روز کی محنت جو دعا کے ساتھ کی جائے گی ساری زندگی ان کے کام آئے گی۔ اس لئے بالعموم جماعت تمام جماعتی مصالح اور مفادات کے لئے

دعا کرے اور کام کرنے والے ہمہ وقت کام کے دوران اور بعد میں بھی جہاں تک توفیق ملتی ہے اپنے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ ان دعاؤں میں ایک یہ بھی دعا ہمیں شامل کر لینی چاہئے کہ جو لوگ آج زندہ ہیں اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ اگلی صدی کا منہ دیکھنے سے پہلے رخصت نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں میں برکت دے۔ اگر چہ قضا و قدر کا معاملہ جاری و ساری رہتا ہے اور انسانی جذبات سے بالا ہے لیکن دعا کے ذریعے قضا و قدر اور جذبات کے درمیان ایسا تعلق قائم ہو جایا کرتا ہے کہ نیک بندوں کی دلی کیفیات کے مطابق تقدیریں ڈھلنے لگتی ہیں اور یہ وہ ایک غیر معمولی سنت ہے جس کو عام دنیا دار مشاہدہ بھی نہیں کر سکتے بلکہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لئے یہ تو ضرور ہے کہ کچھ نہ کچھ ایسے خدا کی تقدیر میں بندے ہوں گے جن کی زندگی کے دن تھوڑے ہیں لیکن اگر ساری جماعت سب کے لئے عمومی طور پر یہ دعا کرے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ بہت سے ایسے ہیں جن کو خدا زیادہ لمبی زندگی عطا فرما دے گا اور سوائے اس کے کہ بعضوں کے لئے تقدیر مبرم ہے جس کو شفاعت کے سوا ٹالا نہیں جا سکتا اور شفاعت کا مضمون آپ جانتے ہیں کہ اذن الٰہی سے تعلق رکھتا ہے، دعا سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے دعا کی حد میں جس حد تک بھی اپنے ساتھی بھائیوں کی زندگی کو لمبا کرنا ممکن ہے یہ دعائیں کریں کہ ان کی زندگیاں بھی لمبی ہوں خواہ بوڑھے ہوں، خواہ کینسر کے مریض ہوں، خواہ دوسرے عوارض میں مبتلا ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ صحت بھی عطا فرمائے، لمبی زندگی عطا فرمائے اور اگلی صدی کی خوشیوں میں باقی جماعت کے ساتھ وہ شریک ہو سکیں۔

گزشتہ دنوں الفضل میں مولانا نسیم سیفی صاحب کی جو نظمیں شائع ہوتی رہی ہیں ان میں ایک شعر ایک خاص الگ مزاج کا شعر تھا اور اس پہلو سے مجھے وہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے دشمنان احمدیت کو لمبی زندگی کی دعا دی یہ کہتے ہوئے کہ وہ اپنی اوقات تو دیکھ لیں کیا کرنا چاہتے تھے کیا کر سکے؟ جو پہلو اس میں مضمر ہے جو بیان نہیں ہو سکا اس میں دو مصرعوں کا شعر دو مصرعوں کا ہی ہوا کرتا ہے۔ حد سے زیادہ مضمون اس میں بند نہیں کئے جا سکتے لیکن وہ مضمر مضمون ہے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو کتنی ترقیات عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس دعا میں ان کو بھی شامل کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی فضل جماعت پر نازل فرمانے ہیں کچھ وہ فضل دکھا کر دشمنوں کو لے کر جائے تاکہ جہاں ہماری موت کامیابی اور خدا تعالیٰ کے شکر کرتے ہوئے، اس کے احسان گنتے ہوئے، حمد کے

ساتھ موت ہو وہاں یہ محسوس کر لیں کہ یہ کلیۃً ناکام اور نامراد رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کاموں کو روک نہیں سکے اور جتنی انہوں نے کوشش کی اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے یعنی اس کے برعکس ان کی تمناؤں کو الٹاتے ہوئے جتنی لعنتیں انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین پر ڈالیں اس سے زیادہ شان کے ساتھ وہ دین اُبھرا اور غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو رحمتیں اور برکتیں اور کامیابیاں نصیب فرمائیں۔

ان دنوں پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ علماء دن رات مکر میں مبتلا ہیں۔ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ان کو بڑی سخت تشویش ہے۔ بہت سے ایسے معاملات ہیں جو اُن کی توقعات کے برعکس نکلے ہیں۔ بہت سے ایسے طاقت کے دائرے ہیں جہاں اُن کی پکڑ کمزور پڑ گئی ہے اور معاملات میں عمل دخل ویسا نہیں رہا جیسا پہلے تھا۔ چنانچہ اس کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے وہ سخت بے چین ہیں۔ وہ جو پہلے یہ سوچ رہے تھے کہ صدی کے آخر تک جماعت کو نیست و نابود کر دیں گے اب اُن کو اپنے نیست و نابود ہونے کی فکر لاحق ہو رہی ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ صدی کامیابی کے ساتھ اختتام تک پہنچی اور نئی صدی کا آغاز بلند تر اُمیدوں کے ساتھ ہوا تو یہ اُن کی موت ہے۔ اس پہلو سے وہ سخت بے چین ہیں اور گہری تدبیروں اور مکروں میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ آج بھی (اخبار) جنگ میں یہ خبر بھی شائع ہوئی (یعنی کل کا جنگ تھا جو رات کو آ گیا تھا صبح میں نے دیکھا) کہ پنجاب کی حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس صدی کے اختتام کا اور اگلی صدی کے آغاز کا جشن نہیں منانے دیں گے اور یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ربوہ کو بہر حال کسی قیمت پر بھی ان خوشیوں میں شریک نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ باقاعدہ حکومت کی طرف سے جو نوٹیفکیشن جاری کر دی گئی ہے اس پر میرا ذہن قرآن کریم کی اس آیت کی طرف منتقل ہوا کہ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ (الطارق: ۱۶-۱۸) کہ یقیناً وہ تدبیریں کر رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اَكِيْدُ کہہ کر مومنوں کو اس تدبیر سے الگ کر دیا ہے اور تمام تدبیر کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ اس میں جو پیغامات ہیں خاص طور پر قابل توجہ باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ مومن کو تدبیر سے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتا چلتا ہے کہ جہاں تک مومن کے بس میں ہے اُس کو تدبیر اختیار کرنے کا ہی حکم ہے لیکن مومن کی

تدبیریں کام نہیں کیا کرتیں۔ آخری فیصلہ خدا کی تدبیر سے ہوا کرتا ہے اور جب خدا کی تدبیر ظاہر ہو تو اُس وقت وہ تنہا ہے جو سارے عظیم الشان انقلابات برپا کرتی ہے اور مومن کو یہ دھوکا نہیں ہونا چاہئے کہ اُس کی تدبیری کوششوں نے یہ نتائج پیدا کئے ہیں۔ کافروں کی اور دشمنوں کی تدبیر کو اُن کی تدبیر سوجھتی ہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا کثرت سے ہیں، بہت زیادہ ہیں اور سارے تدبیروں میں مصروف ہیں۔ ان کے مقابل پر یہ نہیں فرمایا کہ میرے بندے بھی تدبیر کر رہے ہیں، میں بھی کر رہا ہوں بلکہ فرمایا اَكِيدُ كَيْدًا میں تدبیر کر رہا ہوں۔ تو جو کوششیں آپ نے کرنی ہیں وہ کریں لیکن جو انقلاب برپا کرنے والی تدبیر ہے وہ خدا ہی کی تدبیر ہے اور جب خدا کی تدبیر جاری ہوتی ہے تو اُس کے مقابل پر انسان کی ہر تدبیر ناکام ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ جو عادت بعض لوگوں کو پڑ گئی ہے کہ سیاسی اُفق پر اپنے مستقبل کی تحریریں پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس عادت کو ترک کر دیں۔ ہمارے مستقبل کی تحریریں روحانی اُفق پر لکھی جاتی ہیں اور ہمارے مستقبل کا فیصلہ آسمان پر ہوتا ہے زمین پر نہیں ہوتا۔ اس لئے دعائیں کریں اور دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جب خوشخبریاں عطا فرمائے اور جن کو بشاشت عطا کرے وہاں اپنے مستقبل کی تحریریں پڑھنے کی کوشش کریں اور وہی تحریریں ہیں جو لازماً سچی ثابت ہوں گی ورنہ سیاسی اُفق پر وہ تحریریں اُبھرتی بھی رہتی ہیں اور مٹتی بھی رہتی ہیں۔ تحریریں لکھنے والوں کو بھی وہ تحریریں اپنے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کرتی ہیں لیکن وہ تحریریں جو خدا کی تقدیر لکھ رہی ہے وہ اَن مٹ ہوتی ہیں کوئی دنیا کا ہاتھ اُن تحریروں کو مٹانے کے لئے نہ اُن تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے، نہ اُن کو مٹانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی پھر مضمون دعا ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

چند دن ہوئے صبح جب میں اُٹھا نماز کے لئے تو میرے منہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے یہ شعر جاری تھے جو وہ کافی دیر تک جاری رہے لیکن اُس وقت میں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ یہ الہامی کیفیت تو نہیں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اشارے ضرور ہیں ان باتوں میں۔ وہ شعر یہ تھے کہ

پڑھ چکے احرار بس اپنی کتاب زندگی
ہو گیا پھٹ کر ہوا اُن کا حباب زندگی

لوٹنے نکلے تھے وہ امن و سکون بیکساں
خود اُنہی کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی

(کلام محمود صفحہ: ۱۵۵)

تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ انسان کے منہ پر بعض اشعار جاری ہو جاتے ہیں اور خاص طور پر ایسی کیفیت میں جب جاری ہوں جب انسان بالا رادہ ان باتوں کو یا اس مضمون کو سوچ نہ رہا ہو تو یہ باتیں ایک پیغام کا رنگ رکھتی ہیں لیکن اُن کو الہام نہیں کہا جا سکتا۔ الہام مختلف چیز ہے جو بڑی وضاحت کے ساتھ اور صفائی کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے اور اُس میں انسان کے لئے شُبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ تو یہ جو بھی بات تھی میں تو بہر حال ایک لمبے عرصے سے اس نظم کو نہ پڑھا، نہ یہ شعر میرے ذہن میں تھے، نہ رات کو سوتے ہوئے یہ مضمون میرے ذہن میں تھا۔ اس لئے میں یہی سمجھتا ہوں کہ خدا نے ہمیں دعائیہ رنگ میں اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ **تو ساری جماعت اس عرصے میں یہ دعا بھی کرے کہ اب ان کی کتاب زندگی کا آخری باب ختم ہو اور ان کا حباب زندگی جس نے دنیا کو دھوکا دیا ہوا ہے حقیقت کا لیکن محض ہوا ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں وہ پھٹ جائے اور دنیا ان کی حقیقت کو دیکھ لے** اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو ان کی آنکھوں کے سامنے بیش از پیش ترقیات عطا فرماتا چلا جائے جو ان کی امنگوں کے تو بالکل برعکس ہوں گی مگر دعا یہ کریں کہ ہماری اُمنگوں سے بھی بہت بڑھ کر ہوں۔ تو یہ جو وقت بقیہ ہے یہ دعاؤں میں صرف کرنا چاہئے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں خاص طور پر اس دور میں غیر معمولی اثر دکھانے والی ثابت ہوں گی۔

اس سلسلہ میں ایک دعا یہ بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفرتوں سے پاک رکھے۔ ایک لمبی جدو جہد میں سے ہم گزر رہے ہیں، گزر کے آئے ہیں اور جو شدید معاندانہ کوششیں جماعت کے خلاف کی جارہی ہیں اُنہوں نے لازماً اس عرصے میں جماعت کے دلوں پر کوئی اثر چھوڑا ہے اور یہ کوششیں ابھی جاری ہیں۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ انسان کمزور ہے اور بعض دفعہ ان معاندانہ کوششوں کے نتیجے میں اُس کے دل میں نفرت اثر پذیر ہو جاتی ہے۔ نفرت اُس کے دل پر گہرے داغ ڈال جاتی ہے۔ مومن کی زندگی کو نفرتوں سے پاک ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ چاہئے نفرت بدوں سے بلکہ فرمایا ہے:

چاہئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار

اس تفریق کو، اس فرق کو نمایاں طور پر اپنے پیش نظر رکھا کریں کہ بدوں سے نفرت نہیں بلکہ بدی سے نفرت کرنی ہے اور بدی کا جو شخص مظہر بن چکا ہو تبھی بات ہے کہ وہ بدی کی نفرت اُس کی نفرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو جایا کرتی ہے اور وہ نفرت سے جن میں دعاؤں کا میلان پیدا کرتی ہے یعنی اُن شخصوں کے، اُن لوگوں کے مٹ جانے اور برباد ہو جانے کا۔ چونکہ میں نے شروع میں آپ کو ایک بات سمجھائی کہ یہ دعا کریں کہ ان کی عمریں لمبی ہوں اور یہ ناکامی دیکھیں تو اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس فرق کو آپ کے سامنے واضح کر دوں۔ بد جب تک بد ہے اُس کی بدی کی وجہ سے اُس کے متعلق ایسے خیالات دل میں اُٹھتے ہیں جو منفی نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن اُس کے ساتھ ایک دعا ضرور شامل کرنی چاہئے کہ اے خدا اگر ان بدوں کی تقدیر میں بدی کی حالت میں مرنا ہے تو پھر ہماری دعا یہ ہے کہ ان کو نامرادی کی ایسی موت دے جو دنیا کے لئے عبرت بنے لیکن اوّل دعا یہی ہے کہ اللہ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ اس لئے اس پہلو سے بھی غور کیا کریں کہ یہ جو اپنی بدیوں کی وجہ سے قابل نفرت دکھائی دینے والے لوگ ہیں ان کا حال اس دنیا میں بھی بد ہے اور قابل رشک نہیں اور اُس دنیا میں اس سے بڑے عذاب کے منتظر ہیں اس لئے اس پہلو پر نظر ڈال کر اُن پر رحم بھی کرنا چاہئے اور رحم کے ساتھ ان کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

یہ مضمون اُس قوم کے لئے سمجھنا بہت ہی ضروری ہے جو رحمۃ للعالمین کی طرف منسوب ہوتی ہے اور سچے دل سے منسوب ہوتی ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا اس مضمون کو ہمیں کبھی بھی نہیں بھلانا چاہئے۔ اس لئے اگر بدوں سے نفرت اس رنگ کی ہو جائے کہ ہم اُن کے بدانجام کے سوا کوئی اور تمنا دل میں نہ رکھتے ہوں تو یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمت سے دور ہٹا دے گی۔ اس لئے جو دعائیں میں نے آپ کو شروع میں کہی تھیں وہ اس شرط کے ساتھ کریں اور اس معاملے میں دل کو ٹٹول لیا کریں۔ نفرت کو مٹاتے ہوئے پہلے رحمت کو جگہ دیں اور خدا سے پہلے سے یہ دعا مانگیں کہ اے خدا تو جہاں تک ان لوگوں کے اندر پاک تبدیلی کی گنجائش موجود ہے اور تیری آنکھ دیکھ سکتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے اندر پاک تبدیلی پیدا فرما دے اور ان کو اس بدانجام سے بچا لے لیکن ہم جانتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ

ﷺ سے بڑھ کر ان بدوں کے لئے کوئی دعا کرنے والا نہیں تھا اور ہم جانتے ہیں کہ اُن دعاؤں کے باوجود بہت سے بد تھے جو بد انجام کو پہنچے اس لئے وہ پہلو جو ہے اس کے پیش نظر اس دعا کو ساتھ شامل کرنا چاہئے کہ اے خدا اگر تیری تقدیر میں ان کی اصلاح نہیں لکھی تو ان کی موت خاموشی کی موت نہ ہو بلکہ ایسی کھلی ذلت اور ناکامی کی موت ہو کہ خدا کے وہ بندے جن کے اندر سعادت کی روح ہے وہ اس سے نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں۔

دعاؤں کے سلسلے میں بعض اُن علماء کے لئے بھی دعا کریں جو پاکستان اور ہندوستان میں پیدا ہونے والے عمومی طور پر جو علماء ہمیں دکھائی دیتے ہیں اُن سے مختلف ہیں۔ میں نے جہاں تک عالم اسلام کا جائزہ لیا ہے سب سے بدقسم کا عالم ہندوستان اور ہندوستان کے ساتھ برصغیر کہنا چاہئے، ہندو پاکستان میں پیدا ہوا ہے اور یہ حکمت تو بالکل واضح ہے کہ جہاں اس قسم کے علماء ہوتے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ اپنے نمائندہ کو بھیجا کرتا ہے، مصلح کو بھیجا کرتا ہے۔ یہ بات تو بالکل واضح اور سمجھ کے لائق ہے لیکن یہ خیال کر لینا کہ آج مسلمانوں کے نعوذ باللہ من ذالک سارے علماء ہی یہی رنگ رکھتے ہیں یا خود برصغیر ہندو پاکستان میں بھی سارے علماء ایسے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کے نتیجے میں ہم سے گزشتہ عرصوں میں ایک کوتاہی ہوئی ہے کہ ہم نے علماء کی طرف کم توجہ کی ہے۔ جس شخص کو عالم سمجھا یا عالم کے طور پر سُنا۔ یہ سمجھا کہ ہمارے اور اُس کے درمیان ایک ایسی خلیج واقع ہے جو کبھی پاٹ نہیں سکتی، یہ درست نہیں ہے۔ پاکستان میں، ہندوستان میں باوجود اس کے کہ بعض علماء بہت شرارت میں آگے بڑھ گئے نہایت نیک دل اور پاکباز علماء بھی پیدا ہوئے اور آج بھی ہیں جو متقی ہیں۔ ورنہ ہمارے معاملے میں، جماعت احمدیہ کے معاملے میں جتنے علماء آپ کو شور ڈالتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اُس سے بیسیوں گنا زیادہ علماء آپ کو منظر عام پر دکھائی دیتے ہیں۔ بہت سے ایسے علماء ہیں جو بول سکتے ہیں، اُن کی آواز میں طاقت بھی ہے لیکن جماعت کے معاملہ میں وہ خاموش ہیں۔ کس حد تک یہ خاموشی نیکی ہے، کس حد تک یہ خاموشی جرم ہے یہ فیصلہ خدا نے کرنا ہے مگر اس خاموشی میں فی ذاتہٖ ایک امتیازی بات ضرور ہے۔ جب کسی کمزور کو مارا جارہا ہو اُس کو تکلیف دی جارہی ہو اور اُس کے نتیجے میں ذلیل دنیا کی دولتیں کمائی جارہی ہوں اُس وقت ایسے علماء کا خاموش رہنا اور اُس بدی میں حصہ لے کر اُس دنیا کی دولت کی تمنا میں ہاتھ آگے نہ بڑھانا یہ بھی ایک نیکی ہے

اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ہمیں اطلاعیں ملتی رہتی ہیں بعضوں کے مجھے خط بھی مل جاتے ہیں کہ وہ دل میں جماعت احمدیہ کی سچائی کے قائل ہیں اور اُن کو یہ توفیق نہیں ہے کہ وہ کھلم کھلا جماعت احمدیہ کی تائید کر سکیں لیکن اپنے خطبات میں، اپنے ماحول میں جو تقریریں کرتے ہیں اُن میں وہ جماعت کی مخالفت نہیں کرتے۔ پھر اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو سچا سمجھتے ہوئے بھی مخالفت کرتے ہیں۔اسی لئے میں نے کہا کہ اتنی قسمیں ہوتی ہیں تہ بہ تہ کہ انسان کے لئے فیصلہ مشکل ہے کہ کون بد ہے اور کون نیک ہے۔اس لئے جو عموماً نیک دکھائی دیتے ہوں یا نیکوں جیسی بعض خصلتیں اُن سے ظاہر ہو رہی ہوں اُن کو خصوصیت کے ساتھ اپنی دعا میں بھی شامل کرنا چاہئے اور اُن سے رابطہ بھی بڑھانا چاہئے۔ایک عالم کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نہایت ہی خطرناک تقریر جماعت کے خلاف کر کے جب سٹیج سے اُترا تو ایک احمدی نے اُس سے رابطہ کیا اُن کو کہا کہ میاں آپ خدا کا خوف کریں کیوں آپ ایسی بد باتیں کرتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اور جماعت کے متعلق آپ کیا سمجھتے ہیں۔کیا واقعی جھوٹے ہیں؟ تو اس نے کہا خدا گواہ ہے اُنہیں جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔اُس نے کہا پھر آپ نے یہ کیا حرکتیں کیں ہیں، اس قدر اشتعال انگیز تقریر کی ہے۔اس نے پیٹ سے اپنا کپڑا اُٹھایا کہ یہ جو بد بخت ہے روٹی مانگتا ہے میں کیا کروں۔تو ایسے بھی ہیں جو روٹی کے غلام ہیں بیچارے اور دنیا کی دولتوں کی خاطر چند روزہ فائدے کی خاطر وہ جماعت کی مخالفت بھی کرتے ہیں لیکن دل مؤید ہیں۔ایسے لوگوں کے متعلق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

ع دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار (درثمین صفحہ:۱۳۰)

تو یہ جو بک بک کرنے والے منہ ہیں ان کے اندر بھی بعض دل ہیں جو تائید میں ہیں لیکن جو بک بک کرنے والے نہیں ہیں اُن میں تو کثرت سے ایسے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر دی گئی کہ لاکھوں ایسے ہیں جو آپ پر درود بھیجتے ہیں لیکن آپ کے ساتھ شامل نہیں ہیں، اُن کو یہ توفیق نہیں ملی۔تو ایسے لوگ جو دل سے صداقت کے قائل ہو چکے ہیں یا شرافت کی وجہ سے، اپنے طبعی رجحان کی وجہ سے گند میں ملوث نہیں ہیں اُن کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جماعت کو عطا کر دے اور وہ اپنی اُن صلاحیتوں کو جو خدا نے انہیں بخشی ہیں وہ ایک نیک اور

تاریخ ساز کام میں استعمال کریں اور اُن سے رابطے بھی رکھنے چاہئیں۔ علماء سے خواہ مخواہ بدکنے کی، ڈرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایسی فرقان عطا فرمائی ہے، ایسے عظیم دلائل عطا فرمائے ہیں کہ احمدی بچہ بھی بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر سکتا ہے۔ منہ بند کرنے کی خاطر نہیں دل جیتنے کی خاطر اُن سے رابطے رکھنے چاہئیں، اُن کو سمجھانا چاہئے، اُن کو جماعت کے حالات سے مطلع رکھنا چاہئے۔ جہاں دوسرے علاقوں میں علماء ملتے ہیں وہاں نسبتاً شرافت زیادہ ہے مثلاً اگرچہ آپ کے نزدیک پٹھان علماء، افغانستان والے علماء نہایت ہی متشدد اور تنگ نظر ہیں اور واقعۃً یہی صورت ہے لیکن اُن میں بہت سے ایسے خدا کے نیک بندے ہیں جو کچھ بھی سمجھتے ہیں خالصۃً للہ کر رہے ہیں اور تمام قربانیوں میں قوم کے ساتھ شامل ہیں اُن کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی آنکھوں سے پردے اُٹھائے اور اُن کی یہ قربانیاں رائیگاں نہ جائیں بلکہ سچائی کے رستے میں خرچ ہوں۔

افغانستان کے حالات دن بدن بگڑ رہے ہیں اُس کی وجہ سے مجھے بہت تشویش ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت جو وہاں انقلاب رونما ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے اُس انقلاب کے اندر بہت سے ایسے خطرات مخفی ہیں جو انقلاب کے رونما ہونے کے ساتھ ہی سر اُٹھائیں گے۔ اس لئے وہ ہمسایہ مسلمان ملک ہے اُس کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ اُس ملک کو اگر ایک اچھا انقلاب عطا کرتا ہے تو اس انقلاب کے ساتھ جو لپٹے ہوئے خطرات ہیں ان سے ان کو بچالے۔ اوّل تو یہ کہ افغان مجاہدین کے جو بھی گروہ ہیں وہ آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ اس وقت Common Enemy Factor جس کو کہتے ہیں یعنی مشترک دشمن۔ اُس کے اثر کے نتیجے میں یہ لوگ اکٹھے ہیں لیکن جونہی طاقت پکڑیں گے اُس وقت مشترک دشمن غائب ہو چکا ہوگا منظر سے۔ اُس وقت ان کے پھٹے ہوئے دل پھر ساری افغان قوم کو پھاڑ دیں گے اور نہایت خطرناک حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں کہ حکومت ملے مجاہدین کو لیکن اس حال میں کہ بجائے اس کے کہ مجاہدین روسیوں کے گلے کاٹ رہے ہوں مجاہدین ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگیں اور یہ ایک حقیقی خطرہ ہے۔ اگر یہ خطرہ درپیش نہ ہوتا تو امریکن اور برطانوی اور دوسرے مغربی سفارتکاروں کو وہاں سے نہ بلایا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر تو کوئی اشترا کی انقلاب کا خطرہ ہوتا پھر تو ان لوگوں کو وہاں خطرہ تھا۔ ایسے انقلاب سے ان لوگوں کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے

جس کی پرورش مغرب نے کی ہو۔ایسے مجاہد سے ان کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے جن کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہو۔اس لئے ان کے آنے سے تو ان کے حالات پہلے سے بہتر ہونے چاہئیں اور ان کو بظاہر امن نصیب ہونا چاہئے لیکن جن کو یہ دشمن کہتے ہیں،اس دشمن کے سائے تلے انہوں نے امن محسوس کیا ہے جس دوست کو پالا ہے اس کے طاقت میں آنے سے ڈر رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی انٹیلی جنس کی ایجنسیز نے ان کو مطلع کیا ہے کہ یہ انقلاب جب کامیاب ہوگا اور ان کو کامیاب ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے تو اُس وقت ایک گروہ کے طور پر کوئی طاقت بھی سیاست پر قبضہ نہیں کر سکے گی بلکہ سیاسی گروہ متفرق ایک دوسرے سے بٹ جائیں گے اور ہر ایک کوشش کرے گا کہ دوسرے کو نیچا دکھائے اور حکومت پر قابض ہو جائے۔ایک تو یہ بڑا واضح خطرہ جو ہمیں دکھائی دے رہا ہے۔دوسرا خطرہ یہ ہے کہ وہ کردار جو مجاہدین ادا کر رہے تھے روسی حکومت کے خلاف اب روسی ایجنٹس وہی کردار نئی آنے والی حکومت کے خلاف ادا کریں اور جو Terrorism اور انڈر گراؤنڈ،زیر زمین تحریکیں ہوتی ہیں امن کو برباد کرنے والی ان تحریکوں کی روس سرپرستی شروع کر دے۔میں نہیں جانتا کہ روس کے ارادے کیا ہیں لیکن سیاست میں یہ باتیں چلتی ہیں اس لئے بظاہر کچھ عرصے تک ان علاقوں میں امن قائم ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔پاکستان پر اس کے لازماً بداثرات پڑیں گے۔وہاں کی بدامنی پاکستان پر اثر انداز ہوگی اور کئی طریق سے اثر انداز ہوگی۔اس وقت اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ایک مسلمان قوم ہے اگرچہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اُس قوم نے احسان کا سلوک نہیں کیا،عدل کا سلوک بھی نہیں کیا،عام انسانی سلوک بھی نہیں کیا لیکن

؎ کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم (درثمین فارسی صفحہ:۱۰۷)

آخر ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی قوم ہے اور ان کے دکھ اور ان کے درد ایسے نہیں جو ہمارے دل پر گہرا اثر نہ چھوڑیں یا ہمیں بے چینی نہ دیں۔اس لئے ہم اپنے دل کے سکون کی خاطر آئندہ اس قوم کے مستقبل کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے،ان کو حقیقی امن عطا کرے اور حقیقی نور عطا کرے جس کے ذریعے سے یہ دائمی امن کا رستہ دیکھ سکیں اور جماعت احمدیہ کے متعلق ان کا جو گزشتہ رویہ تھا اس میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ جیسے بھی حالات ہیں اگرچہ ہمیں ان حالات سے تکلیف ہے لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ گزشتہ مظالم

کا پھل ہیں یہ حالات اور بڑے بڑے بزرگ اور پاک شہیدوں کی روحیں ہیں جن سے دعائیں لینے کی بجائے انہوں نے اس حال میں انہیں تکلیفیں دے کر مارا کہ اگر بددعا اُنہوں نے نہ بھی کی ہو بعض کے متعلق تو میں جانتا ہوں کہ وہ ایسے نہیں تھے کہ بددعا کرتے ہوئے جان دیں لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت اُن کی خاطر بعض دفعہ ایسے حیرت انگیز کرشمے دکھاتی ہے کہ اگر وہ دعائیں بھی کر رہے ہوں تو وہ دعائیں اُس وقت مقبول نہیں ہوا کرتیں اور ایک لمبے عرصے تک قوم سزا پاتی ہے۔

چنانچہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے ضرور دعائیں کی ہوں گی لیکن ان دعاؤں کے جواب میں جو خدا تعالیٰ نے ان کو خبر دی وہ دنیا سے رخصت ہونے سے چند لمحے پہلے اُنہوں نے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے بتائی اور کہا کہ دیکھو تم میری جان تو لے لو گے لیکن مجھے تمہارے متعلق بہت فکر ہے اور بہت تشویش ہے اور میں جانتا ہوں کہ ایک لمبے عرصے تک خدا کے عذاب تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں تم مبتلا کئے جاؤ گے۔ چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر یہ ڈراوا نہیں دے رہے تھے بلکہ جب جان بچانے کی خاطر امیر نے اُن سے یہ کہا کہ آپ ہلکی آواز میں ہی مجھے کہہ دیں کہ آپ نے توبہ کر لی ہے تو میں آپ کی جان ابھی بھی بخش سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ پس یہ ڈراوا نہیں تھا یہ کوئی حقیقی خبر تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کی اطلاع انہوں نے قوم کو دی۔ پھر امیر نے یہاں تک کہا کہ آپ توبہ نہ کریں مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں اعلان کر دوں آپ کی طرف سے۔ آپ کا دل صاف رہے گا، آپ اپنا دین نہیں بدلیں گے لیکن مجھے اجازت دے دیں میں اپنے طور پر جھوٹ بول لوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اس طرح ظلم کے ساتھ شہید کیا جائے۔ آپ نے فرمایا میں اس کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ ایک غیر معمولی عظمت کے ساتھ، غیر معمولی شان کے ساتھ انہوں نے اپنی جان خدا کے حضور میں پیش کی ہے۔ ایسے ایسے عظیم شہداء ہیں کہ جن کے متعلق یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ان واقعات کو اسی طرح گزر جانے دے اور جو کچھ افغانستان میں ہو رہا ہے **مجھے کامل یقین ہے کہ اس کا تعلق ماضی قریب میں ہونے والے واقعات سے نہیں بلکہ ماضی بعید میں ہونے والے واقعات سے ہے۔ اُن واقعات سے ہے جن کا آغاز حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت سے ہوا۔**

پس ان کے لئے دعا میں خاص طور پر یہ پہلو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس قوم کی بخشش طلب کرنی چاہئے اور بخشش کا تعلق تو بہ سے ہوا کرتا ہے۔اس لئے محض وقتی طور پر یہ دعا نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مصیبت سے بچائے۔ اس معاملے کی پاتال تک پہنچیں، سمجھیں کہ کیوں ان پر یہ عذاب نازل ہورہا ہے اور خدا سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس تو بہ کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ بخشش فرمایا کرتا ہے اور درگزر سے کام لیا کرتا ہے اور ان کی تقدیر بدلے۔ دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کی تقدیر بدل جائے۔

افغانستان جس قوم پر مبنی ہے اس میں بہت ہی عظیم طاقتیں موجود ہیں۔ کمزوریاں بھی ہیں، بعض خامیاں بھی ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر افغان قوم احمدی ہوتو اُس کے نتیجے میں روس میں احمدیت کے داخل ہونے کے عظیم مواقع پیدا ہوں گے۔ کوئی اور قوم اس مقام پر نہیں ہے کہ روس میں اس شدت کے ساتھ اور گہرے رسوخ کے ساتھ تبلیغ کر سکے جتنی افغان قوم کو اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ غیر معمولی توفیق حاصل ہے یعنی بنیادی طور پر خلقی طور پر اُن کو یہ توفیق حاصل ہے۔ خواہ ظاہر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔تو میری نظر اس دعا کے وقت یہاں تک محدود نہیں کہ اگلے چند سال ان کے اوپر مصیبتیں نہیں پڑیں میری نظر بہت دور تک پہنچ رہی ہے اور اس لئے آپ کو میں سمجھا رہا ہوں تا کہ آپ کی دعاؤں میں اُسی نسبت سے زیادہ سنجیدگی ہو اور زیادہ بیقراری پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے روس میں عظیم انقلاب کی خبریں دی ہیں۔ اب ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں کہ کسی وقت یہ انقلاب رونما ہو جائے گا اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر لیں کہ بس خود بخود ہو گا یہ درست نہیں ہے۔ کام تو خدا نے کرنے ہیں لازماً لیکن ہمیں کوشش کا حکم ہے اور کوشش میں حکیمانہ طور پر حالات کا جائزہ لینا بھی شامل ہے۔ چنانچہ روس کے اردگرد کے حالات پر جہاں تک میں نے نظر ڈالی ہے میرے نزدیک سب سے اہم رستہ روس میں تبلیغ اسلام کا افغانستان کا رستہ ہے۔ اگر افغانستان بدامنی کا شکار ہو جائے یا خدا کے عذاب کے نیچے آ کر ہلاک ہو جائے تو اس سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ایک سزا ہے بس جو پوری ہوگی لیکن اگر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے، ان کے اندر اصلاح پیدا کرے، ان کو تو بہ کی توفیق بخشے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام کے لئے بہت ہی عظیم الشان کامیابیوں کا آغاز ہو جائے گا اور روس میں وہ جس طرح جس شدت کے

ساتھ تبلیغ چلے گی وہ کسی اور ذریعے سے مجھے ممکن نظر نہیں آتی۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس پہلو کو پیش نظر رکھ کر جماعت افغانستان کے لئے ، اپنے افغان بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعا کرے گی۔

آخر پر عرب دنیا کے لئے میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ عربوں سے جہاں تک ہمارا واسطہ پڑا ہے ہم نے محسوس کیا ہے کہ بہت شریف النفس لوگ ہیں۔ مظلوم ہونے کی وجہ سے ان کے ردعمل بہت سخت ہوتے ہیں اس لئے کوئی Terrorist بن گئے، کوئی اور کئی قسم کی تخریب کار تنظیموں میں بھی شامل ہوئے۔ بے چینی کا اظہار جس طرح کسی سے بن پڑا اُس نے کیا لیکن بنیادی طور پر یہ قوم حضرت محمد مصطفی ﷺ کی وارث ہے۔ وہی خون دوڑ رہا ہے اس قوم میں جو محمد رسول اکرم ﷺ کی مقدس رگوں میں دوڑا کرتا تھا۔ اس نسبت سے بھی یہ ہمیں پیارے ہیں اور ہمیشہ پیارے رہیں گے اور اس پہلو سے بھی کہ ان میں اُس شرافت کے آثار باقی ہیں، مٹے نہیں ہیں۔ جہاں جہاں بھی واسطہ ہوا ہے عربوں سے یورپ میں، باہر امریکہ میں یا دوسری جگہوں پر وہاں ہم نے دیکھا ہے کہ مخالفت کے باوجود طبیعت میں گہری سعادت پائی جاتی ہے اور جب حق دیکھ لیتے ہیں تو فوراً قبول کرتے ہیں اور بڑی تیزی سے اس میں ترقی کرتے ہیں۔ اس لئے اگلی صدی سے پہلے پہلے ہمیں حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے کہ عربوں میں سے کثرت کے ساتھ احمدی ہوں اور احمدیت کا پیغام ان لوگوں تک اس طرح پہنچ جائے کہ جس کے نتیجے میں اگر آج نہیں تو کل آخر یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائیں۔ عرب قوم اگر احمدی ہو جائے تو ساری دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا ہو جائے گا۔ حیرت انگیز اس وقت خدا تعالیٰ نے ان کو اندرونی توفیقات عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ مادی وسائل کے لحاظ سے بھی اور روحانی وسائل کے لحاظ سے بھی غیر معمولی قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں، خلوص رکھتے ہیں اور جو گزرے ہوئے ہیں یہ سطحی طور پر گزرے ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر اسلام سے محبت ابھی تک موجود ہے۔ اس لئے عربوں کو بھی خاص طور پر دعا میں یاد رکھیں اور جہاں تک عرب علماء کا تعلق ہے شاذ ہی ایسے ہوں گے جن کے متعلق آپ یہ کہہ سکیں کہ شریر ہیں۔ بھاری اکثریت عرب علماء کی شریف ہے اور اس قسم کے دوغلے علماء نہیں جس قسم کے علماء سے برصغیر میں لوگوں کو واسطے پڑتے ہیں۔ بڑی قربانی کرنے والے ہیں، ان میں لیڈر شپ کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ خالص ہیں اپنی نیتوں میں، اپنے اعمال میں جہاں تک ممکن ہیں یہ تقویٰ اختیار کرنے والے

لوگ ہیں۔ غلطی خوردہ ہیں تو یہ الگ بات ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ لوگ بد اور شریر ہیں نعوذ باللہ من ذالک یہ بالکل درست نہیں ہے ناجائز بات ہے۔ اس لئے ایسا اچھا انسانی مواد اور ایسا قیمتی انسانی مواد ہمارے سامنے پڑا ہوا ہے جس تک ابھی تک ہمیں دسترس نہیں ہوئی۔ اس لئے جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ عربوں سے اپنے تعلقات کو بڑھائیں۔ اُن میں سے بعض بڑے جلدی مشتعل ہونے والے بھی ہوں گے یہ بھی میں مانتا ہوں لیکن خالصۃً اس لئے کہ لوگوں نے اُن کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں لیکن جماعت کی طرف سے اب بہت سا ایسا لٹریچر شائع ہو چکا ہے عربی زبان میں، کیسٹس تیار ہیں، ویڈیوز ہیں۔ ایک رسالہ التقویٰ جاری ہوا ہوا ہے کہ ان سب وسائل کو اگر جماعت استعمال کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت تیزی کے ساتھ عربوں کے اندر حیرت انگیز انقلاب برپا ہوگا۔ جہاں جہاں جماعت نے رابطہ کیا ہے وہاں نیک نتیجے نکل رہے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے اگر میں ویسے جائزہ لے کر ایک نتیجہ نکالتا وہ بھی وہی یہی ہوتا۔ لیکن میرے تجربے کا جائزہ بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ جو نتیجہ ہے یہ حقیقی ہے۔ اس لئے زیادہ سنجیدگی کے ساتھ عربوں کے ساتھ اپنی محبت کے تعلقات قائم کریں۔ تبلیغ کے لئے ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ملتے ہی پیغام رسانی شروع کر دی جائے۔ قرآن کریم فرماتا ہے حکمت سے کام لو۔ عرب قوم میں جو خوبیاں ہیں اُن خوبیوں کی راہ سے آپ ان میں داخل ہوں۔ بڑے سخی لوگ ہیں، بہت مہمان نواز ہیں اور اُسی طرح سخاوت کی قدر کرنے والے اور مہمان نوازی کی قدر کرنے والے ہیں۔ امیر سے امیر آدمی کو اگر غریب آدمی بھی ایک پیالی چائے کی محبت سے پیش کرے تو یہ اُس کے سامنے ہمیشہ احسان مندی کا اظہار کرتے رہیں گے۔ بہت جلدی دل جیتے جا سکتے ہیں۔ تو ان سے پہلے پیار اور محبت کا تعلق قائم کریں کیونکہ جب تک پیار اور محبت کا تعلق قائم نہیں ہوگا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پیغام کو نفرت کی نگاہ سے جانچنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور وہ نگاہ ہمیشہ غلط نتیجہ نکالتی ہے۔ اس لئے اب ایک پہلی مہم کے طور پر دعا اور دوسری مہم کے طور پر عربوں سے وسیع تعلقات قائم کرنے اور تیسری مہم کے طور پر جماعت نے اب تک جو عربوں کے لئے لٹریچر تیار کیا ہے یا دوسرے ذرائع اختیار کر رہی ہے اُن سب سے استفادے کی کوشش کریں۔

میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اور بھی جو امور خاص طور پر اگلی صدی سے پہلے تیاری

کے سلسلے میں میرے ذہن میں آئیں گے میں آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں ان پر گہری سنجیدگی ،خلوص کے ساتھ عمل شروع کر دیں گے۔آخری بات پھر وہی کہ دعا سے غافل نہ ہوں۔ ہمارے سارے کام دعا سے بنتے ہیں ورنہ ہم بہت ہی کمزور، بہت ہی حقیر، بہت ہی نا طاقت اور بے حیثیت لوگ ہیں۔ دعا ہی ہے جس نے ہماری حیثیت بنانی ہے۔ہمیں زمین سے آسمان پر اُٹھا دینا ہے۔غالب کہا کرتا تھا کہ شاہ کا مصاحب ہونے کی وجہ سے میری قدر ہورہی ہے

ع وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

(دیوان غالب صفحہ:۲۷۹)

تو آپ ہیں کون، ہم کون ہیں، ہماری اگر آبرو ہے تو خدا سے تعلق کی وجہ سے آبرو ہے۔اس تعلق کو بڑھائیں تو ساری دنیا میں آبرو ہوگی ورنہ ہماری کوئی بھی حیثیت اور کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔